مضامین اور خواتین کے فقہی مسائل، صحت اور طعام کے مستقل صفحات کے علاوہ ادبی و شعری حصہ بھی شامل ہوتا ہے (اصلاحی افسانے اور غزلیں وغیرہ)۔ حجاب نے وقتاً فوقتاً خاص نمبر بھی شائع کیے ہیں۔

حال ہی میں حجاب نے "ارشاداتِ رسولؐ نمبر، خواتین سے متعلق" شائع کیا ہے۔ خواتین سے متعلق احادیث کے عنوانات کے ساتھ ایک ایک، ڈیڑھ ڈیڑھ صفحے میں تشریح کی گئی ہے۔ خواتین کے جملہ مسائل کے بارے میں ان احادیث سے بڑی جامع ہدایات ملتی ہیں۔ ۱۰ تشریحات امّ صہیب کی اور باقی تشریحات ڈاکٹر ابن فرید کے قلم سے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب ادیب ہیں، علم نفسیات سے بھی بخوبی واقف ہیں اور دین کا فہم بھی رکھتے ہیں۔ اس لیے ان کی تشریحات مختصر ہونے کے باوجود نپی تلی جامع اور موثر ہیں۔ زیادہ تر انھوں نے عصر حاضر کے تناظر میں بات کی ہے۔ حجاب، جو خدمت انجام دے رہا ہے اس کے پیش نظر، اس کی سرپرستی کی ضرورت ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)

روبرو، مرتبہ: رفیع الزماں زبیری۔ ناشر: ہمدرد فاؤنڈیشن، ناظم آباد، کراچی۔ صفحات: ۲۵۵۔ قیمت: ۲۵۰ روپے۔

حکیم محمد سعیدؒ کی ذات محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ وہ پاکستان کی اُن گنی چنی شخصیات میں سے ہیں جنھوں نے اپنے وسائل اور اختیارات کو ذاتی خواہشات کی تکمیل کے بجائے قومی اور ملّی مقاصد کے حصول اور انسانی فلاح و بہبود کے لیے استعمال کیا، اور عمر بھر "خدمت" کو اپنا شعار بنایا، چنانچہ وہ نیک نام کے ساتھ رخصت ہوئے اور شہادت کے مرتبۂ بلند پر فائز ہوئے۔

زیرنظر کتاب شہید حکیمؒ کے ان مصاحبوں (انٹرویوز) پر مشتمل ہے جو اخبارات اور رسائل میں چھپے۔ پہلا مصاحبہ پاکستان ٹیلی وژن سے نشر ہوا۔ ان مصاحبوں سے حکیم صاحب کی شخصی اور نجی زندگی اور اُن کی شخصیت اور ذہن و فکر کے مختلف پہلوؤں کے ساتھ ساتھ ملکی، قومی، ملّی، تعلیمی، طبّی اور انتظامی امور و مسائل پر ان کے طرزِ عمل اور رویوں کا اندازہ ہوتا ہے۔

حکیم صاحب نے نہایت صاف گوئی کے ساتھ اور کھرے انداز میں اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں، اُن کی دلچسپی بنیادی طور پر دو شعبوں سے رہی۔ ایک: طب، اور دوسرے: تعلیم۔ صحت کو وہ پاکستان کا بنیادی مسئلہ سمجھتے تھے لیکن وہ یونانی یا مشرقی طب کی اہمیت کے ساتھ ساتھ ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھک کے بارے میں کسی تعصب میں مبتلا نہیں تھے۔ ہاں، وہ یہ چاہتے تھے کہ طب کا بڑا انحصار نباتات پر ہونا چاہیے اور ہمیں synthetic دوائیں استعمال نہیں کرنی چاہییں کیونکہ انسانی جسم پر ان کے مضر اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اس بات سے شاید ہی کوئی طبیب، ڈاکٹر یا ہومیوپیتھ اختلاف کرے گا۔

حکیم صاحب کو اس بات کا بھی بڑا قلق تھا کہ پاکستان میں تعلیم کو نظرانداز کر کے قوم کو جاہل رکھا گیا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ پاکستان کے سیاست دان اور صاحبانِ اقتدار اگر پاکستان کے دوست ہوتے تو پاکستان میں اولیت تعلیم کو حاصل ہوتی (ص ۱۰۵)۔ اسی طرح اُن کے خیال میں علماے کرام کو نفاذِ اسلام کے ساتھ تعلیمی نفاذ کی بات بھی کرنی چاہیے۔ کیونکہ "جب تک تعلیمی انقلاب اسلامی برپا نہیں کیا جائے گا' اسلامی انقلاب نہیں آئے گا" (ص ۱۰۶)۔ ان کی زندگی کی اوّلین و آخرین خواہش یہ تھی کہ وطن کے ہر انسان کو صحت اور تعلیم کی سہولت میسر ہو۔ انھیں افسوس تھا کہ ہم نے اپنے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم میں لوگوں کو پاکستان سے محبت کرنے کا کوئی درس نہیں دیا (ص ۱۷)۔ مرحوم کو اپنی زندگی ہی میں جو شہرت اور عزت حاصل ہوئی' وہ کم ہی لوگوں کو نصیب ہوتی ہے۔ اس کتاب کو پڑھتے ہوئے اندازہ ہوتا ہے' کیوں؟

اشاعتی پیش کش' ہمدرد کے عمدہ معیار کے مطابق ہے۔ (ر - ہ)

بھارت میں چار ہفتے' سید علی اکبر رضوی۔ ناشر: جاوداں پبلشرز' رضویہ سوسائٹی' کراچی۔ صفحات: ۲۶۲۔ قیمت: ۳۰۰ روپے۔

گذشتہ نصف صدی میں ہزاروں نہیں لاکھوں انسانوں نے پاکستان سے بھارت کا سفر کیا اور سیکڑوں افراد نے اس وسیع و عریض ملک کے جس حصے کا بھی سفر کیا اس کے بارے میں اپنے مشاہدات' تجربات اور تاثرات قلم بند کیے۔ زیرنظر سفرنامہ بھارت میں چار ہفتے اسی سلسلے کی کڑی ہے۔

ہر سفرنامے کے مصنف کا میدانِ عمل' اسلوب تحریر' زاویہ نگاہ اور اندازِ بیان دوسرے سے مختلف ہوتا ہے اسی لیے یہ صنف ادب زیادہ دل چسپی سے پڑھی جاتی ہے۔ سید علی اکبر' اعظم گڑھ میں پیدا ہوئے' اور بنارس یونی ورسٹی ان کی مادرِ علمی رہی۔ اب بھی ان کے بعض اعزہ و اقارب وہیں مقیم ہیں۔ اس پس منظر کے ساتھ بھارت کے بارے میں ان کی معلومات کا دائرہ خاصا وسیع ہے' چنانچہ ان کے مشاہدات میں گہرائی ہے۔ لکھنؤ' بنارس' اعظم گڑھ' علی گڑھ' کلکتہ اور دہلی کے سفر کی یہ داستان دل چسپ ہے۔ اس سفرنامے کا ایک پہلو ایسا بھی ہے جو بھارت کے دیگر سفرناموں میں نہیں ملتا اور وہ یہ کہ اس سفر میں علی اکبر صاحب بیسیوں مذہبی (خصوصاً شیعی تعلیمی) اداروں میں گئے (زیادہ تر لکھنؤ میں) جن سے متعلق کتاب میں نادر معلومات درج ہیں۔ کتاب میں ۶۰ سے زائد تصاویر بھی شامل ہیں۔ (عبداللہ شاہ ہاشمی)